Gohar e tehqeeq گوہر تحقیق
گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی بہاول پور

Year 2024; Vol 03 (Issue 01)
PP. 112-121 https://journals.gscwu.edu.pk/

فرح نورین

پی ایچ ڈی سکالر، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

ڈاکٹر ارم صبا

اسسٹنٹ پروفیسر، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

ڈاکٹر محمد رفیق الاسلام

چیئرمین / ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

Farah Noureen
PhD Scholar, The Islamia University of Bahawalpur
Dr. Irum Saba
Assistant Professor, The Islamia University of Bahawalpur
Dr. Muhammad Rafiqul Islam
Chairman/Associate Professor, The Islamia University of Bahawalpur

”مکاتیب اقبال بنام خان نیازالدین خاں“میں ادبی رنگ

Literary Aspects in Makatib e Iqbal“ Ba`nam Khan Niaz ”ud din khan

Abstract:

Allama Iqbal is an eloquent poet. He awoke the Muslim Umma through his poetry. Iqbal`s ,letters are of great importance. His letters stands for his thoughts and ideology therefore numerous collection of his letters have been published His letters through light on the various aspects of literature. The collection of his letters “Makatib e Iqbal Ba`nam Khan Niaz ud din “Khan” is a valuable treasure of Urdu and Persian verses and literature Makatib e Iqbal Ba nam khan Niaz ud din khan” was published in 1954, which includes 79 letters of Iqbal. Khan Niaz ud din khan was very fond of poetry so Allama expressed his views on Urdu and persian

poetry and praises his favourite poetry in these letters In these letters,Iqbal includes some verses for correction, some for explaining the meaning and the purpose of some of them is to define the value of these verses. The study of Iqbal`s letters reveals his poetic abilities

Keywords: Letters of Iqbal.Literary aspects Thoughts and ideology of Iqbal . Urdu and persian verses

اردو کے مکتوباتی ادب کے سرمائے کی عمر برسوں پر محیط ہے(1) خطوط ادبیات کا بیش بہا اور گراں قدر سرمایہ ہیں۔ دلچسپی کے اعتبار سے خطوط کو اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال بیسویں صدی کے عظیم فلسفی شاعر ہیں اقبال کے خطوط ادبی مباحث سے مزین ہیں اس لیے ان کے خطوط قارئین کے لیے ہر دور میں جاذب توجہ رہے علامہ خود بھی ادبی خطوط کی اہمیت و افادیت کے معترف ہیں۔ اس لیے وہ اعلی درجے کے شعراء کے خطوط کی اشاعت کو لیٹریری اعتبار سے مفید قرار دیتے ہیں(2) خطوط اقبال کی اشاعت کا سلسلہ حیات اقبال میں ہی شروع ہو گیا تھا خواجہ حسن نظامی نے 1916 میں علامہ کے دس، پندرہ خطوط اپنی کتاب ”اتالیق خطوط نویسی“ میں سب سے پہلے شائع کیے(3) علامہ اقبال کے منظر عام پر آنے والے مجموعہ خطوط میں شاد اقبال، اقبال بنام شاد، اقبال نامہ حصہ اول و دوم، مکاتب اقبال بنام خان نیاز الدین خاں، مکتوبات اقبال بنام سید نزیر نیازی، انوار اقبال، مکاتیب اقبال بنام گرامی، خطوط اقبال، خطوط اقبال بنام بیگم گرامی، مکاتب سر محمد اقبال بنام سید سلیمان ندوی، مظلوم اقبال، اقبال کے خطوط جرمن خواتین کے نام، نوادر اقبال بنام مہاراجہ کشن پرشاد شاد شامل ہیں جو شہرت عام پا چکے ہیں۔ علامہ اقبال کے اب تک کے دستیاب مطبوعہ اور غیر مطبوعہ خطوط ”کلیات مکاتیب اقبال“ کے نام سے پانچ جلدوں پر مشتمل سید مظفر حسین برنی نے مرتب کیے ہیں۔ مکتوباتی ادب میں علامہ کے ادبی خطوط کی اہمیت کی بنیادی وجہ ان کے ادبی افکار و تاثرات کی گونا گونی اور بو قلمونی ہے۔

علامہ کے خطوط کا مجموعہ مکاتب اقبال بنام خان محمد نیاز الدین خان بزم اقبال لاہور سے 1954 شائع ہوا اس مجموعہ خطوط کا پیش لفظ ایس اے رحمن چیف جسٹس ہائی کورٹ لاہور نے تحریر کیا اور خطوط مشمولہ مجموعہ ھذا کے اصلی ہونے کی تصدیق بھی کی مکاتب اقبال بنام خان نیاز الدین خان میں علامہ اقبال کے 79 خطوط شامل ہیں۔ خان نیاز الدین خان بستی دانش منداں جالندھر کے رئیس تھے اور علم و ادب سے شغف رکھتے تھے(4) ان نیاز الدین شعر بھی کہتے تھے اپنا کلام بغرض اصلاح علامہ کی خدمت میں بھیجتے رہتے تھے۔

مکاتب اقبال میں شامل پہلا خط 19 جنوری 1916 کا ہے اور آخری خط علامہ کی جانب سے 15 جون 1928 کو لکھا گیا۔ خان نیاز الدین خان کی وفات کے ان کے صاحب زادوں خان افتخار الدین احمد اور خان نفیس الدین احمد نے اپنے والد کے علمی و ادبی ورثے کو بغرض اشاعت بزم اقبال لاہور کے سپرد کر کے اقبالیات کے ذخیرہ میں بیش بہا اضافہ کیا۔ بقول ایس اے رحمن اکثر خطوط میں علامہ مرحوم نے کسی نہ کسی اہم علمی یا ادبی موضوع پر قلم اٹھایا ہے جن سے ان کے نظام فکر کی توضیح میں امداد لی جا

سکتی ہے(5)علامہ اور خان نیاز الدین کی ادبی موانست کے یہ خطوط شاہد ہیں علامہ کے یہ خطوط شعر و سخن کی دل آویزی سے متصف ہیں۔ شعر بات دل سے نکلے اور دل میں اتر جانے کی کیفیت کا نام ہے۔

علامہ اقبال اردو اور فارسی کے قادر الکلام شاعر ہیں چونکہ خان نیاز الدین خود بھی شعر کہتے تھے اس لیے علامہ اشعار کو خصوصیت کے ساتھ ان کے نام لکھے خطوط کی زینت بناتے۔ ان خطوط میں علامہ اپنے افکار و خیالات جذبات و محسوسات اور تاثرات کا اظہار بزبان اشعار ادا کرنے پر قادر ہیں علامہ نے اپنی بات میں گہرائی اور وسعت پیدا کرنے کے لیے اپنے خطوط میں اشعار کا بر محل اہتمام کیا گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ یہ امر علامہ کے وسیع المطالعہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ ان خطوط میں بعض اشعار بغرض اصلاح درج ہیں اور بعض کا مقصد داد و تحسین دے کر ان اشعار کی قدر و قیمت متعین کرنا ہے علامہ نے ان خطوط میں اپنے پسندیدہ اشعار بھی لکھ بھیجے ہیں مکاتیب اقبال بنام خان الدین خاں میں درج اشعار اور مصرعوں کو علامہ نے کتنی مہارت اور چابک دستی سے برتا ہے اس کی مثالیں "مکاتیب اقبال بنام خان نیازالدین خاں" سے درج ذیل ہیں۔

علامہ 11 ستمبر 1916 کو خان نیاز الدین خاں کے نام لکھے خط میں عملی روایات پر قائم رہنے والی اقوام کو زمانہ کی محفوظ قوم قرار دیتے ہیں اس کی وضاحت اس شعر سے کرتے ہیں

ے اس دور میں سب مٹ جائیں گے ہاں باقی وہ رہ جائے گا

جو اپنی راہ پہ قائم ہے اور پکا اپنی ہٹ کا ہے (6)

علامہ اقبال 2مارچ 1917 کے خط میں قرون اولی کو یاد کرتے ہیں اس عہد مبارک سے بھرپور عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے اس عہد میں کھو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جس عہد کا تصور اتنا دلکش اور راحت فزا ہے وہ عہد حقیقت میں کتنا عالی شان ہو گا۔ علامہ اقبال اس عہد مقدس سے اپنی والہانہ عقیدت کا اظہار اس شعر سے کرتے ہیں

ے خوشا وہ عہد کہ یثرب مقام تھا اس کا

خوشا وہ روز کہ دیدار عام تھا اس کا (7)

اس مجموعے کے اکثر خطوط میں مولانا غلام قادر گرامی کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ مولانا غلام قادر گرامی علامہ کے عزیز دوست اور فارسی زبان کے قادر الکلام شاعر تھے گرامی کا تعلق بھی خان نیاز الدین کی طرح جالندھر سے تھا۔ گرامی خان نیاز الدین کی محافل شعر و سخن میں اکثر شریک ہوتے اقبال خان نیاز الدین اور گرامی کے درمیان شعر و شاعری قدر مشترک تھی۔

گرامی علامہ کے مداحوں اور قدر دانوں میں سے تھا(8)۔ علامہ اپنے فارسی کلام کی نوک پلک سنوارنے کے لیے گرامی سے مشورے کے طالب ہوتے اور اپنی فارسی گوئی اور تخلیقی عمل میں بہتری کیلئے گرامی کو اپنی ذہنی کاوشوں میں شریک کرتے(9)علامہ اپنے عزیز دوست مولانا گرامی کو خط لکھ کر لاہور بلاتے اور ان کے منتظر رہتے۔ گرامی کی لاہور آمد کا وعدہ یاد کرانے کی غرض سے 27جون 1917 کے خط میں علامہ نے خان نیاز الدین خاں کو لکھا مولوی گرامی صاحب کا وعدہ وہی ہے جسے عرصہ ہوا مرزا غالب جھوٹ کہہ گئے۔(10)

اکبر الہ ابادی کو اقبال اپنا مرشد قرار دیتے اور اکبر کو بھی علامہ سے خاص تعلق تھا۔ اکبر نے علامہ کو لنگڑا آم تحفے میں بھیجے۔ آموں کا پارسل وصول کرنے پر علامہ نے اس کی رسید ایک شعر کی صورت میں اکبر کو لکھ بھیجی وہ شعر خان نیاز الدین کو بھی لکھا اور داد چاہی۔

؎ اثر یہ تیرے اعجاز مسیحائی کا ہے اکبر

الہ اباد سے لنگڑا چلا لاہور تک پہنچا (11)

علامہ نے 5 فروری 1919 کو بذریعہ خط بنام خان الدین خان کو اپنا یہ فارسی شعر مولانا گرامی کی خدمت میں اصلاح کی غرض سے بھیجا۔

؎ ضبط از دل من بر دو فرو ریخت بجانم

ان نکتہ کہ مومن و کافر نتواں گفت (12)

فروری1919 کے خط میں علامہ خان نیاز الدین خاں کے شعر پر داد دیتے ہیں اور دوسرے مصرے میں ایک بڑے فارسی شاعر سے توارد کی نشاندہی بھی کرتے ہیں۔

؎ آں چیز کہ در سینہ نہان است نہ وعظ است

ہر دار تواں گفت وبہ منبر نتواں گفت (13)

علامہ اسی خط میں مولانا گرامی کو ایں سر خلیل است بآذر نتواں گفت پر مصرع لگانے کی فرمائش کرتے ہیں(14)مارچ1919ء کے خط میں علامہ نے لکھا انہوں نے جام اور خرام کے الفاظ اشعار میں یوں برتے ہیں۔

؎ نشہ از حال بگیریم و گزشتم ز قال

نکتۂ فلسفہ در دتہ جام است اینجا

اے کہ تو پاس غلط کردہ خود می داری

آنچہ پیش تو سکون است خرام است اینجا (15)

لب بام کی ترکیب کے لیے علامہ اپنا شعر

مادریں رہ نفس دہر بر انداختہ ایم

؎ اٗفتاب سحر اولب بام است اینجا (16)

علامہ 19 مئی 1919 کے خط میں خان نیاز الدین خاں کی غزل کی تعریف کرتے ہوئے اس غزل کے درج زیل شعر کو خوب قرار دیتے ہوئے اسے اپنے خط کا حصہ بناتے ہیں۔

؎ شیخ در جوانی بہ گل و مل می زیست

وعظ فرماشدہ اں روز کہ از کار شدہ (17)

گرامی کی خدمت میں اسی خط میں یہ شعر بھی ارسال کرتے ہیں۔

؎ برق راایں پچگر می زنداں رام کند

عشق از عقل فسوں پیشہ جگر دار تر است (18)

علامہ اقبال 30 اگست 1919 کے خط میں اس امر پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ خان نیاز الدین خاں نے اپنی غزل مولانا گرامی جیسے مستند فارسی شاعر کی صحبت میں لکھی لیکن اصلاح کے لیے علامہ کو منتخب کرنا باعث تعجب ہے۔ علامہ شوخی سے کام لیتے ہوئے خان نیاز الدین کو نیاز تسلیم کرتے ہیں مگر گرامی کی صحبت میسر ہونے کے باوجود ان سے بے نیازی برتنے پر ان پر چوٹ کرتے ہیں اور یہ شعر ان کی نزر کرتے ہیں۔

؎ بے نیازانہ ز ارباب کرم می گزرم

چون سیہ چشم کہ بر سرمہ فروشاں گزرد (19)

علامہ 14 اکتوبر 1919 کے خط میں مولانا گرامی کے شعر پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حافظ شیرازی تو کیا پورے فارسی ادب میں اس اعلی پائے کا شعر نہیں ہے۔

؎ عصیاں ما و رحمت پروردگار ما

ایں را نہایتے است نہ آں را نہایتے (20)

علامہ اسی خط میں گرامی کی شاعری کو الہام قرار دیتے ہوئے اپنے خیال کو اس مصرع سے واضح کرتے ہیں۔

؎ تمہید نیم خند تو مرگ ولایتے (21)

خان نیاز الدین کی جانب سے اپنے دوست کے بھیجے اشعار کو پڑھ کر علامہ 9 نومبر 1919 کے خط میں اس مصرے "اپنی مستی کے ہم سوالی ہیں" پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں۔ علامہ مصرے "ہو اثر کیا حروف خالی ہیں" کے موضوع کو بھی پتے کی بات قرار دیتے ہیں۔ (22)

مولانا گرامی کے ایک شعر سے علامہ بہت متاثر ہوئے۔ 11 مئی 1920 کے خط میں خان نیازالدین کو بھی ضیافت روحانی میں شریک کرنے کی غرض سے وہ شعر لکھ بھیجتے ہیں۔

؎ سبق از یک ورق لیلی و مجنوں را چہ حال است ایں

یکے دیوانہ می گردد یکے فرزانہ می خیزد (23)

علامہ اسی خط میں فارسی زبان کے شعر کی طرز پر شعر لکھتے ہیں جس میں ان کا مخاطب شریف حرم ہے دونوں اشعار درج زیل ہیں۔

با مرغ حرم از من دل سوختہ فرما

اے انکہ بصحرا نفس آزاد بر آری

جویائے گلستانی واز طالع گمراہ

ترسم کہ سراز خانہ صیاد بر آری (24)

علامہ اقبال نے فارسی زبان میں ایک نعتیہ نظم لکھی اس نظم کے اشعار لکھتے وقت ان کی طبعیت میں جو سوز و گداز پیدا ہوا انہیں اس سے پہلے اس کا تجربہ کبھی نہیں ہوا وہ اس کیفیت کی ترجمانی کرنے سے قاصر ہیں۔ خان نیاز الدین کو 18 مئی 1920 کے خط میں علامہ نے یہ اشعار تبرکاً لکھ بھیجے۔

ے بہر نذر آستانت از عجم آوردہ ام

سجدہ شوقے کہ خون گردید در سیہائے من

تیغ لا در پنجہ ایں کافر دیرینہ دہ

باز بنگر در جہاں ہنگامہ الائے من (25)

اللہ تعالی نے انسانوں کو قبائل میں اس لیے تقسیم کیا تاکہ ان کی شناخت ہو سکے نہ کے اس لیے کہ سلسلہ ازدواج میں امتیاز روا رکھا جائے اس تناظر میں 10 جون 1920 کے خط میں فارسی شعر لکھتے ہیں۔

ے خویشتن را ترک و افغاں خواندۂ

وائے بر تو آں چہ بودی ماندہ (26)

علامہ نے حصول علم کے لیے لندن و برلن کا سفر کیا اسی کشش علم کے محرک ہونے پر وہ اب بھی افریقہ کے ریگستان طے کرنے کو تیار ہیں اپنی بات کی تائید میں علامہ اپنا یہ شعر رقم کرتے ہیں۔

ے چلی ہے لے کے وطن کے نگار خانے سے

شراب علم کی لذت کشاں کشاں مجھ کو (27)

علامہ اپنے احساسات اور خیالات کے اظہار میں اشعار کے بر محل استعمال سے اپنی تحریر کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ وہ اپنے ایک خط میں حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہیں کہ وسط ایشیا سیاسی محاذ آرائی کی جانب تیزی سے بڑھ رہا ہے وہ اس سیاسی افراتفری کے دور میں اللہ پاک سے رحم کے طالب ہیں علامہ اپنے سیاسی تجزیے کی وضاحت فارسی شعر سے کرتے ہیں۔

ے تابرویدلالہ آتش نژاد از خاک شام

بازسیر ابش زخوناب مسلمان کردہ اند (28)

اس شعر کی توضیح بیان کرتے ہوئے علامہ لکھتے ہیں کہ ٹالسٹائی کا خیال تھا کہ "لالہ آتش نژاد" کا تعلق منگول قوم سے ہو گا لیکن اس کے ظاہر ہونے کے وقت اور مقام کا تعین کرنا ممکن نہیں۔(29)علامہ کا خیال ہے کہ وہ روس، وسطی ایشیا یا شام کہیں سے بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔اقبال 8 دسمبر 1921 کے خط میں خان نیاز الدین کو اپنا درج ذیل شعر مولانا گرامی کو سنانے کی استدعا کرتے ہیں۔

ے در دشت جنون من جبریل زبوں صیدے

یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ (30)

اقبال خط بنام خان نیاز الدین خان محررہ 16 دسمبر 1921 میں مصرے "کہ نیاز من نگنجد الخ" کو تبدیل کرنے کا عندیہ دیتے ہیں۔(31) مولانا گرامی کو خراج تحسین پیش کرنے کی غرض سے 24 جنوری 1922 کے خط میں انہیں اس شعر پر داد دیتے ہیں۔

ے کتاب عقل ورق در ورق فرو خواندم

تمام حیلہ فروشی و مدعا طلبی است (32)

علامہ اقبال کو علی گڑھ اور اس سے وابستہ افراد سے غائبانہ محبت تھی(33) وہ ہمیشہ مسلمانوں کے لیے علی گڑھ کی خدمات کے معترف رہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ علی گڑھ اپنے علمی مقاصد سے دور ہو تا گیا علامہ اس امر پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے 16 دسمبر 1922 کے خط میں رقم طراز ہیں کہ علی گڑھ کانفرنس ایک طویل عرصے سے اپنے حقیقی مقاصد فراموش کر چکی ہے جبکہ علی گڑھ سے وابستہ اہم شخصیت حبیب الرحمن خاں شیر وانی علی گڑھ کو مقصدیت کا بھولا سبق یاد کرانے میں سرگرم ہیں اس حوالے سے علامہ اپنے جذبات کی ترجمانی اس شعر سے کرتے ہیں۔

پئے نافع ھائے رمیدہ بو مپسند زحمت جستجو   ے

بخیال حلقہ زلف او گرھے خورو بختن درآ   (34)

علامہ اقبال اپنے نظام فکر کی توضیح بذریعہ اشعار کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے بلاشبہ وہ ایک قادر الکلام شاعر ہیں۔ان کی شاعری اور اس کے پس منظر میں موجود فکر آمد کا بہترین نمونہ ہے۔علامہ نے اپنے خطوط میں اپنی فکر کو شاعرانہ انداز میں بڑے کمال کے ساتھ پیش کر کے قارئین ادب کا لطف دوبالا کر دیا ہے۔ان کے خطوط میں پائی جانے والی ادبی چاشنی ان کے ادبی وقار میں مزید اضافہ کرتی ہے۔مکاتیب اقبال بنام خان نیازالدین خاں میں موجود ادبی بحث ومباحثہ کے مطالعے سے یوں گماں ہوتا ہے جیسے کسی معتبر ادیب کی ادبی نشت میں شرکت کی سعادت میسر آئی ہو۔

حوالہ جات

1. شاداب تبسم، "اردو مکتوب نگاری"، (دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۲۰۲۱ء)، ص۹
2. بشیر احمد ڈار، "انوار اقبال"، طبع دوم، (لاہور: اقبال اکیڈمی، ۱۹۷۷ء)، ص۱۱
3. مظفر حسین برنی، "کلیات مکاتیب اقبال"، جلد اول، (دہلی: اردو اکادمی، ۱۹۸۹ء)، ص۳۲
4. مکاتیب اقبال بنام خان نیازالدین خاں، پیش لفظ ایس اے رحمن، (لاہور: بزم اقبال، ۱۹۵۴ء)، ص۔ن
5. ایضاً
6. ایضاً، ص٦
7. ایضاً، ص۷
8. عبداللہ قریشی، "مکاتیب اقبال بنام گرامی"، (لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۸۱ء) صفحہ ک
9. عبداللہ قریشی، روح مکاتیب اقبال، (لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۷۷ء)، ص٦۵
10. مکاتیب اقبال بنام خان نیازالدین خاں، ص۸
11. ایضاً، ص۹
12. ایضاً، ص١٦
13. ایضاً، ص١٦
14. ایضاً، ص۱۸
15. ایضاً

16. ایضاً، ص۱۸

17. ایضاً، ص۱۹

18. ایضاً، ص۲۰

19. ایضاً

20. ایضاً،۲۲

21. ایضاً،۲۳

22. ایضاً، ص۲۴

23. ایضاً، ص۳۰

24. ایضاً، ص۳۱

25. ایضاً، ص۳۲

26. ایضاً، ص۳۳

27. ایضاً

28. ایضاً، ص۳۴

29. ایضاً

30. ایضاً، ص۳۹

31. ایضاً، ص۴۰

32. ایضاً، ص۴۱

33. عطااللہ، شیخ، "اقبال نامہ"، جلد اول، (لاہور: شیخ محمد اشرف تاجر کتب، ۱۹۴۵ء)، ص۲۵۵

34. ایضاً، ص۴۳